قادیان دارالامان ۱۷ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء

مکتوب
حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی حضرت والا شان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا والا نامہ آنحضرت عین انتظار مین اس احقر عباد کو پہونچا خداوندکریم کے لطف و احسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ آن مخدوم کا منی آڈر بھی پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فے الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالے آپ کو خوش وخورم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عاقبت مین برکت اور ترقی بخشے۔

حضرت خداوندکریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجھکو وہ خبر دیتا رہتا ہے اور پرسون کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آنمخدوم کا منی آڈر نہین پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھکو حالت کشفی مین دکھلایا گیا اور پھر آن مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا اس مین بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال مین یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشا رتین ہندوون اور بہت سے مسلمانون کو بھی بتلایا گیا ازان بعد آنمخدوم کا منی آڈر اور خط بھی آگیا سو حضرت خداوندکریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علی ذلک۔

آنمخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم دلکا ہی ہو رہا ہے دلی محبت اور ربط کو دعا مین بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق مین کسی وقت دعا نہ کرین تب بھی اثر ہو جاتا ہے۔ مجھکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھکر مجھکو بھیجا کہ جو مینے امتحان تحصیلداری کا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۵ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۰ خالص ممیرا فی ماشہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب احاطہ

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لیے ہر کسی کے لیے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس نے مین بلا خدشہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر - ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم وبوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین سوزش ضرور دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھی ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر حیدر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی مفردات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے بینک مین اسی مطلب کیلئے ۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے

دیا ہے اُس کی نسبت دعا کرین کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کرین مجھکو وہ خط پڑھکر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ مین کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام تنفرت وکراہت چاک کر دیا اور دل مین کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کرون اُس خط کو چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ (پاس ہو جائیگا) اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگون کو بتلایا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا فالحمد للہ۔

سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ مین نازک آداب ہین جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو ان معاملات مین بہت کچھ دخل ہے اور صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث علو محبت دور کئے جاتے ہین کہ ان کی انکو خبر بھی نہین ہوتی۔ فقط

۱۱ر مئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ر رجب ۱۳۰۱ ہجری

وکلہٗ

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد ھذا آپ نے جو اس عنایت نامہ مرقومہ ۲۹ر فروری ۱۸۸۴ء مین ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک بیسنے بباعث علالت طبع اُس کی طرف توجہ نہین کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردسر طبیعت حاضر نہین ہر

لیکن جو آن مخدوم کا یہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہین وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنون کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سیر اولیا کا منتہا اور آخری حد ہے جس سے فناء اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ دریائے احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہین تک ہے۔ پھر بعد اس کے محض تفضلات الہیہ اور مواہب لدنیہ ہین جن تک کوششون کو راہ نہین ساری کوششین اور محنتین صرف اس حد تک ہین کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشے محض سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لئے ہو جاوے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالے کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور حسب فی الواقع انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی آخری حد ہے اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہئے یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوششون کو دخل نہین بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششین صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہین کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلین طے کرکے بادشاہ کے ملنے کے لئے آیا ہے اور جس قدر راہ مین موانع تھے سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے اب خیمہ مین داخل کرنا اور بارگاہ مین دخل دینا یہ خاص بادشاہ

کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہ ہی پر موقوف ہے ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتون کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ مین داخل ہو جاوے۔

اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہین سکتا۔

آپ نے جو کئی شعرون کے معنی دریافت فرمائے ہین وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کرونگا اور امرتسر سے واپس آگیا ہون اور واپس اگر میر علی مراد صاحب کا خط ملا سو اُن کی نسبت اور آنمخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعا خیر کرکے حوالہ بخدا کرتا ہون جب طبیعت روبصحت ہو گی انشاءاللہ تعالے بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنی اشعار کے معنون کی بابت لکھا جائیگا۔

۱۱ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۰۱ سنہ ہجری

اسلام

اور غیر مذہب والون سے محبت

واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نکوستین ہین کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نگاہ سے دیکھا جاوے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اُس کو استعمال کرنا چاہئے اور بغض کیا چیز ہے اور کن کن مقامات مین برتنا چاہئے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ ہی مین آتا ہے بلکہ روح کو اُس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ محبت کوئی تصنع کا کام نہین بلکہ انسانی قویٰ

چین سے یہ بھی ایک قوت ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کر کے اُس کی طرف کھنچے جاتا اور جیسا کہ ہر ایک چیز کے اصل خواص اُس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہین یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اُس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جاوے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی اُنھون نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا اُن کو گوسالہ شربت کی طرح پلا دیا گیا درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اُس کے اخلاق اور اُس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے اُسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہان تک کہ اُسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہی یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالےٰ کی ذات مین ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو منجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے کرنی چاہیے اور شیطان کے جانشینون سے وہ پیار کرو جو رحمان کے جانشینون سے کرنا چاہیے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلایل بھی پیدا ہو گئین کہ اُس کی دوسری تعلیمین بھی گندی ہین کیا یہ پاک تعلیم ہو سکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیسا کہ خدا سے۔ اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یسوع کے منہ سے سہواً یہ باتین نکل گئین کیونکہ وہ الٰہیات کے فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکما اور فضول ہوگا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیون اُس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعوےٰ کیا۔ کیا وہ بچہ تھا اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمایل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور اُن مین فنا ہونے کے لیے بدل و جان ساعی ہو تا اپنے محبوب مین ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب مین فنا ہو جاتا ہے اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اُس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اُسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس مین ہو کر اور اُس کے رنگ مین رنگین ہو کر اور اُس کے ساتھ ہو کر لوگون پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ درحقیقت اُس کی محبت مین کھویا گیا ہے۔

محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پُر ہو جانا ہے چنانچہ عرب مین یہ مثل مشہور ہے کہ تَحَبَّبَ الْحِمَارُ اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہین شَرِبَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَحَبَّبَتْ اور حب جو دانہ کو کہتے ہین وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی کیفیت سے بھر گیا اور اسی بنا پر احباب سونے کو بھی کہتے ہین کیونکہ جو دوسرے سے بھر جاوے گا وہ اپنے وجود کو کھو دے گا گویا سو جاویگا اور اپنے وجود کی کچھ حس اس کو باقی نہین رہے گی پھر جب کہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظون مین اس کا ماحصل یہی نکلا کہ اُن کی بدکاری مین تم بھی شریک ہو جاؤ خوب تعلیم ہے ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت مین شیطان اور شیطانی رنگ و روپ والون سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق اُن سے برتنا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا پاک کلام قرآن شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ اُن پر کمال درجہ کی شفقت چاہیے جیسا کہ ایک رحیم دل آدمی جذامیون اور اندھون اور لولون اور لنگڑون وغیرہ دُکھ والون پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت مین یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اُس مین بھی پیدا ہو جائین مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف و عبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حالی مین ہلاک نہ ہو جاوے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہین آتا بلکہ اُس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہی اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اُس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک صادق ڈاکٹر کی طرح اُس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے مین اُس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اُس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے۔ اگر تم ایک دن ایک بڑے شفا خانہ مین جہان صدہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہون بیٹھ کر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیون کو مشاہدہ کرو تو اُمید ہے کہ مشفق کے معنے تمھاری سمجھ مین آجائین گے سو تعلیم قرآنی ہمین یہی سبق دیتی ہے کہ نیکون اور ابرار

اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم یعنی اسے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاجاؤ پھر فرماتا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہوتا ہے قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ رنگین ہو جاتا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ قطعاً حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے والذین اٰمنوا اشد حبا للہ اور فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیہود والنصٰرٰی اولیاء اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو ان آیتوں کو پڑھ کر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بے دین فرقوں سے محبت نہ کریں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں سے

اسی صورت میں بجا لانا منظور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے وے۔ نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقایق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرضداروں کے قرض ادا کرو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو اور فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے قتل کرنے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں

اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں یا یہودی ہوں بے شک ان پر احسان کرو ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمہیں نکال نہ دیا سو ان کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں اس جگہ یاد رکھنے کے لایق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی ✠ عربی زبان میں دوستی کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیر خواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیر خواہی کر سکتا ہے احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

مسئلہ تصویر

حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے فوٹو کے متعلق بعض دوستوں نے کئی قسم کے سوال کئے ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیقات کے لئے زور دیا ہے ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے جس طرز اور اسلوب پر اس مسئلہ کو

✠ نوٹ تولی کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولی میں ایک تکلف ہے جو مغایرت پر دلالت کرتا ہے مگر محبت میں ایک ذرہ مغایرت باقی نہیں رہتی۔ منہ

اپنی چٹھی نمبر ۵ مطبوعہ الحکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء مین حل کیا ہے ہمارے خیال مین اس سے بہتر ممکن نہین ہے۔ مولانا صاحب کا یہ طرز ایک بصیرۃ اور ایمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اگر ہمارا ایمان اس قسم کا نہین تو بے شک ٹھوکر اور خطرہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اُس حکم عدل کا ایک فعل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ٹھیرایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا گو اس کے بعد کسی اور مضمون کی اس مسئلہ پر ضرورت نہ تھی تاہم ہم ذیل مین ایک اور مضمون درج کرتے ہین جو ہمارے محترم بھائی منشی عبد العزیز دہلوی نے کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ کتب سابقہ کی تعلیم مختص الزمان اور مختص المکان تھی اور اس بات کا حق صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تمام عالمگیر اصول کل دنیا کے واسطے اور ہر زمانہ کے لئے قواعد فطرت انسانی کے موافق نہایت موزون اور مناسب ثابت ہوئے ہین اور کوئی ایک اسلامی مسئلہ بھی ایسا نہین مل سکتا ہے جو گوش خوش کن ابلہ فریب ڈھکوسلون کی طرح محض خیالی ہون اور ان پر عمل درآمد کرنے کی کبھی کسی نے کوشش نہ کی ہو اگر کتب سابقہ کی تعلیم پر کسی کو پورا پورا عمل درآمد ہو تو سبت کے دن ریل محکمہ ڈاک خانہ اور تار برقی اور بعض دیگر کارخانجات کا کام بند کر دینے سے تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مذہب اسلام مین کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہین ہے جس کی وقعت ایک تصور یا خیال کے برابر ہو۔ اور جس پر عمل درآمد ہونے سے تمام کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا ہو۔ وہ لوگ جنھون نے اپنے ہر ایک خلاف فطرت خیلات کے اثبات

اور تصدیق کا ٹھیکہ لے رکھا ہے خواہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان خیالات کی پابندی نہ کی ہو وہ میرے مخاطب نہین ہین البتہ محققانہ طبیعتون کے واجب التعظیم خیالات کی ہماری نگاہ مین وقعت ہے اس لئے ہم جواز و حرمت تصویر کی بابت مختصر الفاظ مین اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین تصویر کی حرمت کی بابت پہلے بھی بہت کچھ بحثین ہو چکی ہین لیکن افسوس ہے کہ ان پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے جواز یا عدم جواز کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہین ہو سکتی ہے اس لئے ہم فی الحال چند مختصر نوٹ کرزن گزٹ کے ناظرین کے واسطے پیش کرتے ہین اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حدیثون اور اقوال کو یکجا جمع کر کے اس مسئلہ پر مفصل بحث کرین گے۔

حرمت تصویر کی بابت کلام الٰہی مین تو کہین بھی ذکر نہین ہوا ہے اب رہین احادیث سو اکثر احادیث پر عمیق نگاہ ڈالنے سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کپڑون کو جن پر تصویرین ہوتی تھین بعض صحابی کے گھر مین دیکھنے سے ناراضگی ظاہر فرمائی ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی ان کپڑون کو بالکل ضائع کر دینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو بلکہ ان کپڑون کو پھاڑ کر تکیہ وغیرہ بنانے کا حکم دینے سے تو اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ تصویر کا گھر مین رکھنا قطعی حرام تو نہین ہے کیونکہ اگر قطعی حرام ہوتا تو ضرور ان کپڑون یا جن پر تصویرین ہوتی تھین قطعاً ضائع کر دیا جاتا ان کے علاوہ بعض احادیث ایسی بیان کی جاتی ہین کہ جس کے گھر مین تصویر ہوتی ہے وہان رحمت کے فرشتہ کا دخل نہین ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کی احادیث واقعی صحیح ہین تو بھی ان سے تصویر کی حرمت ثابت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو اس بات کی تحقیق کرنی چاہیے کہ مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تصویر سے کیا تھی ہم کہتے ہین کہ ضرور

اس موقعہ پر تصویر سے مراد بُت تھے ورنہ جب آپ جانتے تھے کہ محض تصویرون کے گھر مین رہنے سے رحمت کے فرشتہ کا گذر ہونا بند ہو جاتا ہے تو آپ تصویرون دار کپڑون کے تکیہ اور فرش بنانے کی بابت ہرگز ارشاد نہ فرماتے بلکہ اُنکو جلا کر ضائع کر دینے کا حکم فرماتے۔ اب ہم دیکھنا چاہیے ہین کہ جو لوگ تصویرون کے گھر مین رکھنے سے رحمت کے فرشتہ کی آمد و رفت بند ہو جانے کا عقیدہ رکھتے ہین آیا اُنھون نے کبھی اپنے خیالات کے موافق کاربند ہونے کی کوشش کی یا نہین۔ سو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نہین اور ہرگز نہین ان کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ مچھر کو چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین۔ یہ سخت حماقت بلکہ بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی خودغرضی اور تن آسانی کے واسطے سرکاری سکہ کو جس پر تصویر موجود ہے کئی کئی قفلون مین بند کر کے رکھا جاوے بلکہ کمینہ طور پر بھی اگر یہ تصویرین ہاتھ آ سکتی ہون تو ان کے حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا جاوے اور ان کی وقعت دل مین اس درجہ قائم کر لی جاوے کہ خدا پر بھروسا کرنے کی بہ نسبت اسپر حد درجہ جان فدا کی جاوے لیکن معمولی تصویرون کی بابت ایسی شد و مد سے بحث کی جاوے ہماری رائے مین ان سکون سے بڑھ کر اور کوئی تصویرین ہو سکتی ہین جن کی وجہ سے انسان خداوند کریم کی طرف سے از حد غافل ہو جاتا ہے بلکہ اور تصویرون کی تو اس زمانہ مین جس قدر بے قدری ہوئی ہے شاید ہی کسی زمانہ مین ایسی ہوئی ہو گی۔ البتہ ان تانبے چاندی اور سونے کی تصویرون نے جس قدر دنیا کو قبلۂ حاجات کی طرف سے وحد اور مہجور کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے اگر اس پر ان تصویروں والے خیالی احکام کو چسپان کرنے کی کوشش کی جاوے تو شاید بیجا نہ ہو گا لیکن ہم کو کوئی شخص ایسا نہین دکھائی

دیتا ہے جس سے ایک لمحہ کے لئے
بھی اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش
کی ہو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایسے
ناقابل عمل احکام اسلام کی تعلیم میں ہوسکتے
ہیں - ممکن ہے کہ کوئی شخص تصویر کے
گھر میں نہ رکھنے کی بابت اس درجہ کا بند
ہو کہ وہ شیشہ بھی دیکھنا چھوڑ دے
کیونکہ اس میں خود اپنی ہی تصویر کھنچی
کھنچائی سامنے موجود ہو جاتی ہے
بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ خواہ کوئی
اس مسئلہ پر اس درجہ پر کاربند ہو جاوے
کہ ہر وقت اپنی آنکھیں بند رکھنے لگے
کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ دونوں
آنکھوں میں جو کچھ سامنے موجود ہوتا ہے
اس کا عکس پڑنے سے ہر وقت آنکھوں
میں دو تصویریں کھچی ہوئی ہیں لیکن کوئی
ذی شعور باور نہیں کر سکتا ہے کہ ان سے
احکام اسلام کچھ بھی تعلق رکھتے ہوں
یہ سخت غلطی ہے کہ کسی مسئلہ میں اپنے
خیالات کی پابندی سے حد درجہ غلو کیا
جاوے - جہاں تک ہم خیال کرتے
ہیں ہم کو تصویر کی حرمت کی بابت
کوئی قطعی حکم نہیں ملتا ہے علاوہ ازیں
اس قسم کے حکم پر عمل درآمد بھی ہونا
امر محال ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے
ہیں اور ایسے ناقابل عمل احکامات
سے اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے
(عبد العزیز)

غض بصر

مندرجہ بالا مضمون پر ہمارے محسن
مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب
سیالکوٹی نے ایک مختصر سا خطبہ یکم
ستمبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا تھا - ہم
اس مضمون کو اپنے الفاظ میں
بیان کرنا چاہتے ہیں -

قرآن کریم کا یہ عام
اصول ہے کہ وہ مبادی گناہ تک سے
روکتا ہے جو تقوی اللہ کی باریک سے
باریک راہ ہے - آنکھ کا بے محل اٹھنا
بہت سی خرابیوں کا موجب ہوتا ہے
اس لئے قرآن کریم نے غض بصر یعنی
نیچی نگاہ رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا
قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم
ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی
لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون
یعنی مومنوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں
نیچی رکھا کریں - اور شرمگاہوں کی
حفاظت کریں یہ نہایت پسندیدہ
بات ہے بے شک اللہ ان تمام
باتوں سے آگاہ ہے جو کرتے ہیں
اس آیت کو اللہ تعالے
نے باہمی معاملات اور اصول تمدن
پر تعلیم دیتے دیتے سورہ نور
میں فرمایا ہے - جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس حکم کے نیچے ایک
عظیم الشان نور موجود ہے اور
عدم تعمیل سے ایک خوفناک
اندھیرا قلب پر چھا جاتا ہے جو آخر
دل و دماغ سب کو تباہ کر کے انسان
کو تاریکی کا فرزند بنا دیتا ہے -

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے
کہ قرآن کریم باریک سے باریک
مبادی گناہ سے بچنے کی ہدایت
فرماتا ہے اس مقام پر بھی قرآن
کریم کی پہلی آیتوں پر غور کرنے سے
پتہ لگتا ہے کہ اول ان موٹی موٹی
باتوں کی ہدایت کی ہے جو انسان
کو صریح گناہ حرامکاری سے
روکتی ہیں اور پھر سلسلہ وار ذکر
کرتے کرتے غض البصر کی ہدایت
فرمائی ہے -

بہت سے گناہ ایسے ہیں
کہ ان سے بچنے میں کسی نہ کسی قسم کی
ریا کو دخل ہوتا ہے یا کم از کم ہو سکتا
ہے مثلاً اگر شراب پینے سے بچتا ہے
تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لوگ شرابی
سمجھ کر نکو نہ بنائیں یا جھوٹ سے احتراز
کرتا ہے تو بے اعتباری نہ بننے کے
خیال سے مگر غض بصر کا ایک حکم ایک
ایسا حکم ہے کہ اس پر چلنے والا اور
اس کی پابندی کرنے والا بالکل ابتغاء
اور رضائے الٰہی ہی کے لئے اس کی
تعمیل کرنے والا ہو سکتا ہے - کیونکہ
آنکھ کی چوری ایک ایسی چوری ہے
کہ انسان نامحرم کو دیکھ بھی سکتا ہے
اور کوئی آگاہ بھی نہیں ہو سکتا وہ بڑا
فسق یعنی زنا اگر اس کی تاریخ پر غور
کرو - اور ان ہزاروں لاکھوں آباد
شہروں پر نظر کرو جو اس زنا کی وجہ
سے تباہ ہو کر کھنڈرات بن گئے -
ان میں بدکاری کی وجہ سے زمین
کانپتی اور کوشش کرتی ہے کہ زانی
کو نگل دے - جس نے ہزاروں قوموں
کے نام نشان مٹا دیئے اس کی علت موجبہ
آنکھ ہی کی چوری ہے - پہلے آنکھ کسی
نامحرم کو تاڑتی ہے پھر زبان اس کے
متعلق حالات دریافت کرتی ہے اور
کان سنتے ہیں - پھر یہاں تک کہ زنا تک
نوبت پہنچ جاتی ہے - پس دیکھو قرآن
کریم نے اس اصل مرض سے بچنے کے
لئے اول ہدایت کی کہ تم اپنی نگاہیں
نیچی رکھو - چونکہ یہ حکم قل للمؤمنین
سے شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ ایمان
کے لئے غض بصر ایک لازمی شے ہے
اگر ہم غض بصر کی پرواہ نہیں کرتے
اور آنکھ کو ہر محرم و نامحرم جگہ پر کھلا
اور آزاد چھوڑتے ہیں تو یاد رکھو
کہ یہی نہیں کہ ہم ایک بربادی اور
تباہی کے لئے سامان بنا رہے ہیں
بلکہ ایمان کو ہاتھ سے دے رہے
ہیں اسی لئے ہمارے ہادی کامل
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مومن جب زنا کرتا ہے تو ایمان
اس سے نکل جاتا ہے -

بے شک یہ امر واقعی ہے کیونکہ
ارتکاب زنا تک تو بہت سی بے
ایمانیوں کا ارتکاب کر چکا - ایک بدی
دوسری بدی کا نتیجہ اور تیسری کا باعث
ہوتی ہے - یوں بدیوں میں ترقی ہوتی ہے
اور ایمان زائل ہوتا چلا جاتا ہے
یہاں تک کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے
(اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین)

اس امر کو اور بھی واضح کرنے کے لیئے فرمایا ویحفظوا فروجھم اور اپنے شرم گاہون کو محفوظ رکھین۔ ترتیب قرآن کریم پر غور کرو۔

اوّل غضِ بصر کا حکم دیا۔

پھر حفاظت فروج کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ انسان کے وہ تمام سوراخ جو حواس کے نام سے موسوم ہوتے ہین۔ مثلاً کان۔ ناک۔ دہن۔ وغیرہ ان سب کا عمل نظر کے بعد شروع ہوتا ہے اس لیئے اس ہدایت کو غض بصر کے بعد مین رکھا۔ اس کو ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ غض بصر اگر کرین گے تو حفاظت فروج کی توفیق ضرور ملے گی۔

اور ایک اور نصیحت اور پاک ہدایت بھی یحفظوا فروجھم مین مرکوز ہے کہ غض بصر تو کرو۔ اس سے کہین یہ سمجھ لو کہ مُنہ سے ناپاک باتین کرین یا کانون سے گندی اور ناپاک باتین سُنین اس مین کوئی گناہ نہین۔ نہین نہین ایسا بھی مت کرو۔ بلکہ ہمارے اپنے خیال مین ناپاک اور مخرب اخلاق نسانون اور ناولون کا پڑھنا بھی اس حکم کے رو سے صحیح نہین ہے۔

تو غرض یہ ہے کہ زنا اور بدکاری کے تمام مبادی سے اللہ کریم نے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا کہ ذٰلک اَزکٰی لھم یہ تمھارے لیئے بہت ہی پسندیدہ بات ہے

تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لیئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا قدوس اور پاک خدا ہے وہ پاکیزگی چاہتا ہے اور پاکیزگی کے لیئے یہ راہ ہے۔

اس وقت ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ زنا کی برائیون پر کوئی مضمون لکھین کیونکہ یہ ایک مسلّم برائی ہے خود زانی اور حرامکار اس کو برا سمجھتے ہین۔ اس کے نتائج ایسے بدیہی ہین کہ ان پر بھی کسی بحث کی ضرورت نہین نہ جسمانی صحت درست رہ سکتی ہے نہ روحانی حالت ٹھیک ہو سکتی ہے آتشک اور جذام کا مرض ہو کر دنیا سے دور اور دنیا کا ملعون۔ اور حدود اللہ کے توڑنے کی وجہ سے خدا سے دور اور ملعون ہو جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لیئے شفابخش نسخہ اگر کوئی ہے تو یہی غض بصر ہے۔

پھر غض بصر کو شاید کوئی مشکل امر اور ناممکن بات خیال کرے کہ یہ ہو ہی نہین سکتی۔ اس کا علاج بتلایا کہ غض بصر کیونکر ہو سکتی ہے یاد رکھو انّ اللہ خبیر بما یصنعون۔ اللہ تعالی اُن تمھاری کرتوتون سے واقف ہے جو وہ کرتے ہین۔ یعنی جو کچھ اپنی زبان سے کہتے اور کانون سے سنتے دل و دماغ سے سوچتے اور اعضا سے کام لیتے ہین۔ خدا ان سے بیخبر نہین۔

یہ ایک ایسا گُر ہے کہ اگر انسان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے تو یقیناً یقیناً وہ نیکی اور پاکیزگی کی راہون پر قدم مارنے کی توفیق پائیگا جب انسان کوئی کام کرے تو تو وہ سوچے کہ کیا اللہ تعالے کی نظر سے یہ پوشیدہ اور مخفی ہے؟ اور جب مخفی نہین تو پھر اُس کے لیئے ضروری ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کیا اس مین اُس کی رضا اور اجازت ہے یا نہین؟ اگر اجازت نہین تو اُس سے احتراز کرے اور اگر اُس کی رضا کا ذریعہ ہو تو فی الفور کرے۔

الغرض خدا تعالے نے مومنین کو غض بصر کی ہدایت کی ہے جو اُن کے لیئے پاک اور بہترین نتائج کی مثمر ہے۔

اللہ تعالے ہم کو اور ہمارے پڑھنے والون کو اس پاک ہدایت کی توفیق دے۔ آمین

کچھ اپنی نسبت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہین کہ جون ۱۸۹۹ء سے جب سے کہ اخبار کی ظاہری حالت مین ایک نمایان تبدیلی ترقی کی صورت مین کی ہے سابق اور حال کے اخراجات مین دو اور تین کی نسبت ہو گئی ہے ہم کو خیال تھا کہ ہمارے ناظرین بجائے خود اس امر پر توجہ کرین گے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز چند ایک دوستون کے کسی نے اس ضرورت کو محسوس نہین کیا چنانچہ اُنہون نے اخراجات کی بیشی پر لحاظ کر کے نہایت خوشی سے لکھا کہ اگر اخبار کی قیمت مین کچھ بیشی کر دی جاوے تو مناسب ہے اور وہ دینے کو طیار ہین۔ مگر ہم نے عام ناظرین کی حالت کا اندازہ کرنے کے لیئے اس امر پر کوئی توجہ نہین دلائی۔ اور پہلے یہ چاہا کہ ہم خود اس طرز پر اخبار کو چلا کر تو دیکھین۔ سو الحمد للہ کہ چار مہینے سے الحکم نئی طرز پر شائع ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے دوسرا نمبر پہلے نمبر سے بہتر ہی ہوتا ہے۔

ہان

بعض مشکلات اور دقتین جو اس راہ مین ہین اور خصوصاً ہماری راہ مین وہ بعض اوقات ہمارے شوقین ناظرین کو مضطر کر دیتی ہین بے شک انکا حد سے بڑھا ہوا شوق انکو اس حالت تک پہنچا دیتا ہے لیکن اگر ہماری مشکلات کا جو یہان ہو سکتی ہین اندازہ بھی وہ کرلین تو ممکن ہے کہ حد سے بڑھے ہوے اضطراب تک وہ نہ پہونچین۔ بہرحال یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ اخبار کی حالت پہلے کی نسبت اچھی اور عمدہ ہے۔

مگر

اس کے قیام اور استقلال کے لئے ناظرین

کی توجہ کی ضرورت بدستور ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمارے اُس اپیل پر جو مارچ ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی تھی بہت کچھ توجہ ہو گی مگر بجز دو تین خطوں کے کسی نے اظہار ہمدردی بھی تو نہ کیا۔ البتہ افریقہ والے ہمارے دو تین احباب اس سے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے مالی امداد دیکر ایک بوجھ سے سبکدوشی فرمائی امید کی گئی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ہمارا اندر واجب ہی دیکر ہماری مدد کی جاوے گی لیکن اکثر دوستوں کی طرف سے ایسا سلوک ہوا ہے جو ہمارے لئے نقصان کا موجب ہوا ہے۔ بعض نے وی پی منگوا کر واپس کئے۔ بعض نے جلکو اطلاع دیکر وی پی بھیجا تھا۔ باوصفیکہ اول کوئی جواب نہیں دیا پھر رکیک عذر کرکے واپس کر دیا۔ بعض نے یہ کمال دکھایا کہ اخبار لیتے رہے جب قیمت طلب کی تو ہینہ ندار و گمان گئے ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے آدمی ہمارے احباب میں سے نہیں ہونگے۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کے نام نامی کا اظہار کیا جائے بہر حال اس وقت تک ایک بہت بڑا حصہ بیباق نہیں ہوا۔ اور ابھی کوئی تین سو سے اوپر اخیر ۱۸۹۹ء تک خریداران موجودہ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ روپیہ جلد وصول ہو جاوے تو اس میں سے اخراجات نکال کر پہلی زیرباریوں سے کسی قدر مخلصی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمنے تجویز کی ہے کہ آیندہ تا وقتیکہ یہ لوگ بیباق نہ ہو لیں۔ ہر ایک کے نام اُس کے بقایا حساب کے لئے جب چاہیں وی پی بھیجکر قیمت وصول کریں۔ اور اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ ہم کو اطلاع دے ورنہ پھر اس کا حق نہ ہوگا کہ ہم کو سخت کا نقصان پہنچا دے ۱۸۹۹ء تک کا حساب بیباق ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد آیندہ کے لئے جو مناسب ہوگا وہ ناظرین کے مشورہ سے ہوگا۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و ناظرین پوری توجہ فرمائیں گے۔

ہمارے مخالف نئے بھیس میں

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہور سے خادم ہند نام ایک پندرہ روزہ چورقہ شائع ہوا ہے جس کی پاک اور ضروری خدمت شاید یہ قرار پائی ہے کہ وہ حق پرست۔ راستباز بہی خواہ نوع انسان کی ذات پر ناپاک اور قابل شرم حملے کرے۔ اس کا ایک نمبر ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ برکاتہم پر ملا جعفر زٹلی نے ایک خواب کے پیرایہ میں حسب معمول نہایت گھنونے حملے کئے ہیں ہم کو جعفر زٹلی کے مخاطب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہاں ملک کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر اس کا مذاق اور اخلاقی اور روحانی حالت بگڑی ہوئی نہیں تو کیوں ایسے رسالے یا اخبار اشاعت پاتے ہیں۔ بہر حال چونکہ مسٹر ڈوئی آج کل لاہور میں کمشنر ہیں جنکے زمانہ ڈپٹی کمشنری گورداسپور میں وہ مشہور مقدمہ ہوا تھا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور فریق ثانی تھے اور جس میں انھوں نے آیندہ کے لئے فریقین کو اپنے اور اپنے دوستوں کی سخت تحریروں کے شائع کرنے سے ہدایت کی تھی) تو کم از کم یہ اخبار ان کی نظر سے گذرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کس فریق نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ دوسرا موقعہ ہے ہم ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتے اور حضور صاحب ہے کہ ہمارے حضرت نے ان لوگوں کو مخاطب کرنے سے بھی عام اشتہار کے ذریعہ منع فرمایا ہے پس ہمارے مخالفوں کو کم از کم متانت اور تہذیب کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے اور گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے جو ایسی تحریروں سے ایک جماعت کی دل آزاری کرنے میں۔

فہرست آمد چندہ مکان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ بذریعہ ۵
مفتی محمد صادق صاحب معرفت مولوی قطب الدین صاحب عہ
حکیم فضل الدین صاحب معرفت ۰ ...... عا
محمد صدیق صاحب سکنہ سیکھواں ...... لعہ
امام الدین صاحب ۰ لعہ
خیر الدین صاحب ۰ عہ
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ۰ عہ
محمد یامین صاحب از ورتہ عہ

قابل توجہ و تعمیل

تمام برادران جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ چونکہ میں حضرت اقدس کی تصدیق میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اور اس میں یہ بھی ضروری سمجھا گیا ہے کہ لوگوں کے خوابوں اور الہاموں اور کشوف کو بھی درج کتاب کیا جاوے جنکی رو سے حضرت اقدس کو راستباز اور مہدی اور مسیح موعود سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا آپ قسم کھا کر سچ سچ لکھ کر میرے پاس قادیان میں بھیج دیں تاکہ ان کو بطور شہادت درج کیا جاوے

خاکسار مرزا خدابخش

یہ بے نظیر مرہم ہوزا مقام مرض پر اثر کرتی ہے - آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہیں ہوئی
معزز بھائیو!
کوئی تعجب کی بات نہیں مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچ جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو ان کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر حواریوں نے اس کو طیار کیا تھا - اسی لئے اس کو مرہم حوارئین بھی کہتے ہیں ۔
خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اُترا اُس مقدس بشر (مسیح) کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہیں -
ہم نے بکمال محنت و احتیاط سے اس کے بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی طیار کرتے ہیں -
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو